جبلپور کے سوالات پر ظاہر ہونے والا نور

نابغ النور علیٰ سوالات جبلفور

۱۳۳۹ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

رسالہ

نابغ النور علی سؤالات جبلفور [۳۹] [۱۳]

(جبلپور کے سوالات پر ظاہر ہونے والا نور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مسئلہ ۱۶ تا ۲۲ از جبل پور کمانیہ بازار دکان سیٹھ عبدالغفور صاحب آنل مرچنٹ مرسلہ عبدالجبار صاحب ناظم جماعت خدام اہل سنت ۲۰ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں:

(۱) ایک سچا پکا سنّی پابند مذہب وملّت تارکِ دنیا دینی عالم باعمل جو حکومتِ ترکی کو ایک عظیم الشان سلطنت اسلامیہ سمجھے اور اپنی متعدد تقریروں میں اس عظیم سلطنتِ اسلامیہ بلکہ ہر مصیبت زدہ مسلمان کی مدد واعانت وحمایت اور اماکنِ مقدسہ کی صیانت وحفاظت ہر مسلمان پر بقدر وسعت واستطاعت ہر جائز وممکن ومفید طریقے کے ساتھ ضروری ولازم وفرض فرمائے اور لوگوں کے باربار نہایت اصرار کے ساتھ اس امر کے استفسار پر کہ "آپ ترکوں کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کاملہ اور سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے ہیں کہ نہیں" اس کے جواب میں فرمائے "سلطنت ترکی خلدھا اللہ تعالٰی وایدھا وحرسھا واخذل اعدائھا" (اللہ تعالٰی اس سلطنت کو ہمیشگی بخشے، اس کی مدد فرمائے، اس کی حفاظت فرمائے اور اس کے دشمنوں کو ذلیل فرمائے۔ ت) کے متعلق

صرف اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ میں بحمدہ تعالیٰ سُنّی ہوں اور ہمیشہ ہر حال میں تحقیقاتِ سلف اور مسلّماتِ اہلسنّت و تصریحاتِ محققین کا متبع اور اُمتِ مرحومہ کے اجماع و اطباقِ متوارث کا پابند رہا ہوں اور یہی میرا مذہب عروۃ وثقیٰ ہے، مسئلہ خلافتِ عظمیٰ کے متعلق جو ایک ثابت و محقق و قطعی طے شدہ مذہبی قدیم مسئلہ ہے، میں احتیاط کے خلاف اتباعِ سلف پر ایک جدید اختراع خلف کو ترجیح دینے سے قاصر ہوں، اور آج کل کے بے جا اور ناجائز و مزاحم دین و ملت و مخالف کتاب و سنت شورشوں اور ایسی شورشی خلافت کمیٹیوں سے علیحدہ رہے، جن خلافت کمیٹیوں کا مقصد خاص ہندو مسلم اتحاد ہے اور کفار و مشرکین کے ساتھ دلی محبت اور موالات قائم کرنا اور مسلمانوں کو ہندوؤں کا مطیع منقاد و غلام بنانا، محرماتِ شرعیہ کو حلال اور حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانا، خلافت کا نام کرکے کام تمام منافی مقاصد خلافت و خلافِ اسلام و موجب بربادی اسلام و تباہی اہلِ اسلام کرنا نہایت مبالغہ کے ساتھ قولاً و فعلاً و تحریراً کفار و مشرکین کی تعظیم و توقیر خود کرنا اور مسلمانوں سے کرانا بجائے دعائے نصرت اسلام و مسلمین مشرکوں کی طرح کافر و مشرک کی جے پکارنا کسی کافر و مرتد وہابی کے مرنے یا جیل جانے پر اظہارِ غم اور ماتم کے لئے بازار بند کرانا ہڑتالیں کرنا مسلمانوں کو دکانیں بند کرنے پر مجبور کرنا، جو ان کا کہنا نہ مانے اسے تکلیف دینے اور اس کی عزت و ناموس کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دینا اور بائیکاٹ کر دینا، ترکی ٹوپیاں سروں سے اُتار کر جلا دینا، شعار مشرک گاندھی ٹوپی پہننے پر زور دینا وغیرہا من الشنائع، ایسی خلافت بلکہ ضلالت و ہلاکت کمیٹیوں کے ان کے کفروں اور ضلالتوں کو اہلِ اسلام پر اپنے بیانات میں ظاہر کرے اور لوگوں کو راہ راست کی طرف بلائے ایسے عالم دین پر نفس خلافت کے انکار کا بہتان و افترا باندھ کر اسے دائرۂ اہلِ سنت سے خارج کرنا اور قطعاً قرآن کا منکر ٹھہرا کر اس کے کفر و ارتداد پر فتویٰ شائع کرنا کیسا ہے اور اس کے مستفتی و مفتی و مصدقین اور اس فتویٰ کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرکے ایسے عالم باعمل کی شان میں ناشائستہ کلمات استعمال کرنے والوں کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) کیا صرف موالات من الیہود و النصاریٰ حرام ہے یا ہر کافر و مشرک و مبتدع وہابی و بے دین سے۔

(۳) کیا صرف ترک موالات من الیہود و النصاریٰ کو فرض بتانے والے اور دوسرے کفار و مشرکین و مرتدین ہنود و وہابیہ سے موالات کرنے والے اُسے فرض جاننے والے کیا محرف و مکذب قرآن عظیم نہیں، اگر ہیں تو ان کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۴) جو عالم باعمل ہر کافر و مشرک نصاریٰ یہودی، ہندو مجوسی بلکہ ہر گمراہ بے دین و بدمذہب مرتد، وہابی اور ہر دشمنِ دین اور ہر مخالفِ اسلام سے ترکِ موالات فرض اور اس کے ساتھ موالات حرام بتائے اور آج کل کے شورش پسندوں کا من گھڑت ترک موالات جو صرف نصاریٰ سے کیا جا رہا ہے وہ بھی ادھورا، اور کافروں، مشرکوں، مرتدوں، ہندوؤں، وہابیوں سے موالات فرض بتایا جاتا ہے، ایسے انوکھے اندھے ایجاد مشرک ترک موالات کو

منافی اسلام ومخالف کتاب وسنت فرمائے، ایسے عالم باعمل کو گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ کہنا، اور ترک موالات من الیہود والنصاری یا مطلقاً ترک موالات کے انکار کا بہتان وافترا گھڑ کر اس کے کفر وارتداد پر استفسار کرنا، فتوٰی دینا، اس فتوٰی کی تصدیق کرنا، اور ایسے مستفتی ومفتی ومصدقین اور اسے مان کر ایک عالم کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والے سب کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۵) جماعت اہلسنت میں تفرقہ ڈالنا، کافروں، مشرکوں کے اغوا سے مسلمانوں میں پھوٹ پیدا کرنا، مسجد الٰہی عیدگاہ سے مسلمانوں کو علیحدہ کرکے کافروں کی مدد سے خیمے قائم کرکے نماز عید ادا کرنا، مسلمانوں کو دھوکا دینے اور شیطانی چال اور مکر وفریب سے عیدگاہ اہلسنت سے پھر کر کافروں کی زمین گول بازار میں بیٹھنے کے لئے کافروں کو راستوں پر مقرر کرنا اور مشرکوں کے کہنے سے عیدگاہ چھوڑ کر جماعت اہل سنت سے منہ موڑ کر مسجد الٰہی کو ویران کرنے کے لئے کافروں کے زیر سایہ حفاظت وحمایت نماز ادا کرنا کیسا ہے اور ایسا کرنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۶) مشرکوں بت پرستوں کو خوش اور راضی کرنے کے لئے گائے کی قربانی چھڑانے کی کوشش کرنا اور مسلمانوں کو گائے کی قربانی چھوڑنے پر زور دینا، انھیں مجبور کرنا کیسا ہے اور ایسا کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۷) جو گائے کی قربانی کرنا چاہتا ہے اس کا ان مشرک پرستوں کے بہکانے سے ان کے دام شیطنت میں پھنس کر گائے کی قربانی چھوڑنا کیسا ہے اور چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا، بہت ہی کرم ہوگا، ہر سوال کے جواب کے ساتھ دلیل ہو اگرچہ مختصر۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لانبی بعدہ واٰلہ وصحبہ المکرمین عندہ۔

(۱) صورت مستفسرہ میں عالم موصوف سراسر حق پر ہے اور اس کے مخالفین گمراہ وضال،

قال اللہ تعالٰی فماذا بعد الحق الا الضلال[1] اللہ تعالٰی نے فرمایا: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی (ت)

بلاشبہہ حمایت سلطنت اسلامیہ وحفاظت اماکن مقدسہ بقدر وسعت واستطاعت کی شرط قرآن عظیم سے ہے، اور اس کے طرق میں جائز وممکن ومفید کی تحدید شرع قویم وعقل سلیم سے۔ قال اللہ تعالٰی:

لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا[2] اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۲

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

وقال اللہ تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم[1] — اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک ہوسکے۔ (ت)

شرع الٰہی عزوجل منزہ ہے اس سے کہ ناجائز و حرام یا ناممکن و غیر مقدور یا نامفید و عبث کا حکم دے۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یامر بالفحشاء[2] — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ (ت)

وقال تعالیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر[3] — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔ (ت)

وقال تعالیٰ لا نکلف نفسا الا وسعھا[4] — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر۔ (ت)

وقال تعالیٰ وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لٰعبین[5] — اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ (ت)

درباره خلافت جس عقیدہ اہل سنّت کا عالم نے اشعار کیا خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری اور اس کے لیڈر معظم و ناظم انجمن علماء صدر شعبہ تبلیغ عبدالماجد بدایونی نے ایک مطبوعہ فتویٰ میں (کہ تخصیص مذکورین جس کے مفتی و مستفتی ہیں) اس کا صاف اقرار و اظہار کیا جو عبارات ائمہ و علماء اس فتویٰ نے سنداً پیش کیں، وضوح حق کو ان میں سے یہ دو ہی بہت ہیں مقاصد و شرح مقاصد سے (کہ عقائد اہلسنت کی معتمد کتابیں ہیں) سند دکھائی کہ لنا قولہ علیہ السلام الائمۃ من قریش[6]، واجمعوا علیہ فصار دلیلا قاطعا یفید الیقین باشتراط القرشیۃ یعنی ہم اہلسنّت کی دلیل حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جلیل ہے کہ تمام خلفاء قریش سے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر اجماع کیا تو دلیل قطعی ہوگئی جس سے یقین حاصل ہُوا کہ خلافت کے لئے قرشی ہونا بیشک شرط ہے۔ علامہ سید محمد ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ردالمحتار علی الدرالمختار سے سند پیش کی کہ فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن الکریم ۶۴/۱۶
[2] القرآن الکریم ۷/۲۸
[3] " " ۱۶/۹۰
[4] " " ۲۳/۶۲
[5] " " ۴۴/۳۸
[6] شرح المقاصد المبحث الثانی التکلیف والحریۃ والذکورۃ دار المعارف النعمانیۃ لاہور ۲/۲۷۷

10 وقد یکون بالتغلب مع المبایعۃ وھو الواقع فی سلاطین الزمان نصرھم الرحمٰن[1]

یعنی تغلب کی امامت کبھی بیعت کے ساتھ بھی ہوتی ہے کہ ہے تو متغلب مگر لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، ہمارے زمانے کے سلاطین کا یہی واقعہ ہے، رحمٰن عزوجل ان کی مدد فرمائے (ہم کہتے ہیں آمین)

علامہ سید موصوف جن کی کتاب ممدوح آج تمام عالم میں مذہب حنفی کے اعلیٰ درجہ معتمد سے ہے۔ سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کے والد سلطان محمود خاں مرحوم کے زمانے میں انھیں کے قلمرو ملک شام میں انھیں کی طرف سے شہر دمشق و تمام دیار شامیہ کے مفتی اجل تھے (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) مفتی و مستفتی مذکورین کی ان شہادتوں کے بعد زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں،

قال اللہ تعالٰی شھدوا علٰی انفسھم[2]

اللہ تعالٰی نے فرمایا وہ خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے (ت)

خلافت کمیٹی کو اس بارے میں اگر پوچھنا ہو انھیں اپنے مفتی اعظم ولیڈر معظم سے پوچھے، کمیٹی کہے، لم شھدتم علینا[3] (تم نے ہم پر کیوں گواہی دی۔ت) وہ کہیں، انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ[4] (وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔ت)

مشرکوں سے اتحاد و وداد قطعی حرام اور ان سے اخلاص ولی یقیناً کفر ہے۔

قال تعالٰی تری کثیرا منھم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لھم انفسھم ان سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خٰلدون ۰ ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولٰکن کثیرا منھم فٰسقون ۰[5]

تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، بیشک کیا ہی بُری ہے وُہ چیز جو خود انھوں نے اپنے لئے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہُوا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انھیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد، وداد، محبت، موالات نہ مناتے مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمانِ الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں (ت)

---

[1] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۱۰

[2] القرآن الکریم ۶/۱۳۰ و ۷/۳۷

[3] " " ۴۱/۲۱

[4] " " ۴۱/۲۱

[5] " " ۵/۸۰۔۸۱

یہ اور بیسیوں سے زائد اور آیاتِ کریمہ ہیں جن میں مطلق کفار سے اتحاد و وداد کو حرام و کفر فرمایا ہے، مسلمان کی شان نہیں کہ واحد قہار کے ارشادات سُنے اور ان میں مشرکین یا خاص ہندوؤں کے استثنا کی پچر گھڑ لے،

قال اللہ تعالیٰ آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی (کہ مثلاً میرے کلام میں مگر ہندو کا پیوند لگالو) یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

وقال تعالیٰ اتقولون علی اللہ مالا تعلمون [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا بے جانے بوجھے اللہ پر کسی بات کا چھتار رکھتے ہو (کہ مثلاً اس نے ہندوؤں کو جدا کرلیا ہے)

وقال تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ (الی قولہ عزوجل) لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم [3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو ان کے ٹھکانے سے ہٹاتے ہیں — (کہ مثلاً اگرچہ اللہ نے یہاں ہر جگہ عام لفظ فرمائے جو سب کفار کو شامل ہیں مگر ان سے ہندو مراد نہ رکھے ان سے اتحاد و وداد کو حرام و کفر نہ فرمایا) ایسوں کے لئے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب

مشرکوں کا غلام و منقاد بننا ان کا پس رو بننا، جو کہیں وہی کرنا خصوصاً جسے امر دینی سمجھا ہو اس میں ان کی اطاعت کرنا یہ سب حرام حرام ہے سخت مخالفتِ ذوالجلال والاکرام ہے، گمراہی و کفر اس کا انجام ہے،

قال اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدو مبین [4]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، شیطان کے پس رو نہ بنو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وقال تعالیٰ فلا تطع المکذبین [5]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔

وقال تعالیٰ ولا تطع منھم اٰثما او کفورا [6]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان میں سے کسی مجرم یا کافر کی اطاعت نہ کرو۔

وقال تعالیٰ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ [7]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ جو زمین میں ہیں ان میں اکثر وہ ہیں کہ اگر تُو نے ان کی اطاعت کی تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں گے۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/۵۹　[2] القرآن الکریم ۱۰/۶۸　[3] القرآن الکریم ۵/۴۱
[4] 〃 〃 ۲/۲۰۸　[5] 〃 〃 ۶۸/۸　[6] 〃 〃 ۷۶/۲۴
[7] 〃 〃 ۶/۱۱۶

وقال تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علیٰ اعقابکم فتنقلبوا خاسرین[1]۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمھیں تمھاری ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھیر دیں گے تو پورے ٹوٹے میں پلٹو گے۔

حلال کو حرام، حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے، جبکہ ان کی حلت و حرمت قطعی ہو جیسے جائز کسب و تجارت و اجارت کی حلت مشرکین سے وداد و انقیاد و اتحاد کی حرمت، ان حلالوں کو وہ لوگ حرام بلکہ کفر اور ان حراموں کو حلال بلکہ فرض کر رہے ہیں اور اگر وہ حرام قطعی حرام لعینہ ہے، جیسے مذکورات جب تو اسے حلال ٹھہرانا باجماع ائمہ حنفیہ کفر ہے، اللہ عزوجل کفار کا بیان فرماتا ہے:

لا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ[2]۔

جسے اللہ و رسول نے حرام فرمایا کافر اسے حرام نہیں ٹھہراتے۔

متن عقائد میں مسئلہ مصرح ہے، نیز فتاویٰ خلاصہ وغیرہا میں ہے:

من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر ھذا اذا کان حرامالعینہ والحرمۃ ثابتۃ بدلیل مقطوع بہ اما اذا کانت باخبار الاحاد لا یکفر[3] (ملخصا)۔

جس نے کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام مان لیا تو وہ کافر ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام لذاتہ ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اگر ثبوت خبر واحد سے ہو تو کافر نہیں ہوگا۔ (ملخصاً) (ت)

بزازیہ و شرح وہبانیہ و درمختار میں ہے:

یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی[4]۔

حرام قطعی کے تصدق سے کافر ہو جائے گا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

حاصلہ ان شرط الکفر علی القول الاول شیئان قطعیۃ الدلیل وکونہ حراما لعینہ وعلی الثانی یشترط الشرط الاول فقط، وعلمت ترجیحہ وما فی البزازیۃ مبنی علیہ[5]۔

حاصل یہ ہے کہ قول اوّل پر کفر کے لئے دو شرائط ہوں گی اوّل دلیل کا قطعی ہونا، ثانی اس کا حرام لذاتہ ہونا، اور دوسرے قول پر پہلی شرط ہے اور آپ اس کی ترجیح سے آگاہ ہیں اور بزازیہ کا مدار اسی پر ہے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۴۹
[2] القرآن الکریم ۹/ ۲۹
[3] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۳
[4] درمختار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الغنم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۳۴
[5] ردالمحتار " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷

حالات دائرہ میں دونوں شرطیں موجود ہیں تو یہ باجماعِ ائمہ حنفیہ کفر ہیں۔ کفار و مشرکین کی ایسی تعظیمیں کفر ہیں، ان کی جے پکارنا، ان کے مرنے یا جیل جانے پر ہڑتال، اور اس پر وُہ اصرار، اور جو مسلمان نہ مانے اس پر وہ ظلم و اضطراب، کمال تعظیم کفار اور باعث دخول نار و غضب جبار، و حسب تصریحات ائمہ موجب کفر و اکفار، فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر[1]

اگر کسی نے ذمی کو احترامًا سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔ (ت)

فتاوٰی امام ظہیر الدین و مختصر علامہ زین مصری و شرح تنویر مدقق علائی میں ہے:

لو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر[2]

اگر کسی نے مجوسی کو تعظیمًا "یا استاد" کہا تو اس سے وُہ کافر ہوجائے گا۔ (ت)

رب عزوجل فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون[3]

عزت تو خاص اللہ و رسول و مسلمین ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام[4] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن بسر وابن عساکر وابن عدی عن ام المؤمنین الصدیقۃ و ابونعیم فی الحلیۃ والحسن بن سفیان فی مسندہ عن معاذ بن جبل والسجزی فی الابانۃ عن ابن عمر وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین والبیہقی

جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی (اسے امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن بسر، ابن عساکر اور ابن عدی نے اُم المومنین سیدہ صدیقہ سے، ابونعیم نے حلیہ میں اور حسن بن سفیان نے مسند میں حضرت معاذ بن جبل سے، سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن عمر سے اور ابن عدی کی طرح ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم

---

[1] و [2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱
[3] القرآن الکریم ۶۳/۸
[4] شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/۶۱

فی شعب الایمان عن ابراھیم بن میسرۃ مرسلا۔

اجمعین سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیم بن میسرہ سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ (ت)

بدمذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا، ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی،

نھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یصافح المشرکون او یکنوا او یرحب بھم[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے کنیت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں۔

یہ باتیں کچھ ایسی تعظیم بھی نہیں ادنٰی درجہ تکریم میں ہیں کہ نام لے کر نہ پکارا فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہہ دیا، حدیث نے اس سے بھی منع فرمایا نہ کہ معاذ اللہ اس کی جے پکارنی اور وہ افعال شیطانی، اور یہ عذر یا رد کہ یہ اقوال عوام کے ہیں کسی ذمہ دار کے نہیں، محض کاذب و پادر ہوا ہے، تمھیں نے عوام کالانعام کو اس اتحاد مشرکین حرام ولعین پر اُبھارا اور ان حرکات ملعونہ سے نہ روکا بلکہ اپنے مقاصد مفاسد کا مؤید سمجھا تمھارے دلوں میں ایمان یا ایمان کی قدر ہوتی تو اس اتحاد حرام وکفر کے لئے جیسی زمین سروں پر اٹھالی ہے، رات دن، مشرق مغرب ناپتے پھرتے ہو، ہزاروں دھواں دھار ریزولیوشن پاس کرتے ہو اس کے مخالف بلکہ اس میں ساتھ نہ دینے والوں پر فتوٰی کفر لگاتے ہو، صدہا اخبارات کے کالم ان کی بدگوئی سے گندے کرتے ہو، اس سے سوحصے زائد ان کفروں ضلالوں کی آگ بجھانے میں دکھاتے کہ یہ تمھاری ہی لگائی تھی اور اپنی داڑھی بچانے کے لئے اس کا بجھانا تم پر فرض عین تھا، مگر سب دیکھ رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز ان شیطنتوں کی روک تھام میں اس بولاہٹ والی جان توڑ کوشش کا دسواں، بیسواں، سوواں حصہ بھی نہ دکھایا پھر جھوٹے بہانے بنانے سے کیا حاصل، معھذا خود ذمہ داروں نے جو کچھ کیا وہ جاہلوں کی حرکات مذکورہ سے کہیں بدتر و خبیث تر ہے، اور کیوں نہ ہو کہ شرط بمقدار علم، ابوالکلام آزاد صاحب نے کیمپ ناگپور میں جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں مدح خلفائے راشدین و حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم کی جگہ گاندھی کی حمد کی اسے مقدس ذات ستودہ صفات کہا، میاں عبدالماجد بدایونی نے ہزاروں کے مجمع میں گاندھی کو مذکر مبعوث من اللہ کہا کہ اللہ نے ان کو تمھارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے، کہاں یہ کلمات ملعونہ اور کہاں بے تمیز احمق جاہلوں کا جے پکارنا،

فانٰی تؤفکون[2] ○ افلا تعقلون[3] ○ کلا بل

تم کہاں اوندھے جاتے ہو، تو کیا تمھیں عقل نہیں، کوئی

---

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۴۳ اسحاق بن ابراہیم دارالکتاب العربی بیروت ۹/۲۳۶
[2] القرآن الکریم ۱۰/۳۴
[3] القرآن الکریم ۲/۴۴

ران علٰی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔[1]

نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ (ت)

ترکی ٹوپیاں جلانا صرف تضییعِ مال ہوتا کہ حرام ہے اور گاندھی ٹوپی پہننا مشرک کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا ہوتا کہ اس سے سخت تر اشد حرام ہے، مگر وہ لوگ ترکی ٹوپیوں کو شعارِ اسلام جان کر پہنتے تھے اب انھیں جلادیا اور ان کے بدلے گاندھی ٹوپی پہن لینا مشعر ہوا کہ اُنھوں نے نشانِ اسلام سے عدول اور کافر کا چیلا بننا قبول کیا، بئس للظّٰلمین بدلا[2] (ظالموں کو کیا ہی بُرا بدلہ ملا۔ ت) بالجملہ ایسے اقوال و افعال کفر وضلال پر عالم موصوف کا انکار عین حق وصواب وسبب ثواب ورضائے رب الارباب تھا اور جو ان کے شرعی احکام اہلِ اسلام پر ظاہر فرمانا اور ان کو "ذیاب فی ثیاب" کے شر سے بچاکر راہِ حق کی طرف بلانا، سُنّی عالم کا جلیل فرض مذہبی و کارِ منصبی و بجاآوری حکمِ خدا و نبی تھا اور ہے، جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس کی طرف نفس خلافت کا انکار نسبت کرنا بہتان ہی نہیں چیزے دیگر است۔ اس کی تہ میں اور اشد خباثت ہے، مسلمان تو مسلمان نفس خلافت کا منکر جملہ مدعیان کلمہ گو میں کون ہے جس سے سائل سوال کرتا اور مجیب جواب دیتا اہلِ سنت حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو خلیفہ جانتے ہیں، غیر مقلد و دیوبندی بھی اس میں نزاع نہیں کرتے، روافض حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو خلیفہ و وصی مانتے ہیں، مرزائی اپنے مرزا تک اُترتے ہیں۔ بلکہ خلافت سے مراد مسئلہ دائرہ ہے، اسی سے سوال اسی کا تذکرہ ہے تو اسے یُوں مطلق لفظ نفس خلافت سے تعبیر تلبیس ابلیس ہے اور دل میں جو مراد ہے اس کا حال خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم اور مستفتی اس کے لیڈر معظم کے فتوے سے ظاہر ہوگیا کہ عالم موصوف نے وہی فرمایا جو متواتر حدیثوں میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس پر اجماع صحابہ و امجاد ہے جو جمیع اہلِ سنت وجماعت کا اعتقاد ہے، اہلِ سنت سے خروج قرآن کا انکار کفر ارتداد ان کے یہ چار احکام ملعونہ کاش اسی عالم دین پر محدود رہتے تو اس فتوٰی کے مفتی اور اس کے مصدقین بحکم ظواہر احادیث صحیحہ و نصوص کتب معتمدہ فقہیہ ایک ہی بلا سے کفر سہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ[3]

جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے، جیسے کہا اگر وہ کافر تھا خیر ورنہ یہ

---

[1] القرآن الکریم ۸۳/ ۴

[2] " " ۱۸/ ۵۰

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷
صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل " " " ۲/ ۹۰۱

رواہ مسلم والترمذی ونحوہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تکفیر اسی قائل پر پلٹ آئے گی یہ کافر ہوجائے گا۔ (اسے مسلم، ترمذی اور اس کی مثل بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

درمختار میں ہے:

عزر الشاتم بیاکافر وھل یکفران اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا بہ یفتی[1]

کسی مسلمان کو "اے کافر" کہنے والے شخص پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا اگر کوئی شخص مسلمان کو کافر سمجھتا ہے تو وہ کافر ہوگا؟ ہاں وہ کافر ہے، اور اگر کافر نہیں سمجھتا تو پھر کافر نہیں۔ اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

شرح وہبانیہ، ذخیرہ، نہر الفائق و ردالمحتار میں ہے:

لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا[2]

کیونکہ جب مسلمان کو کافر مانا تو اس نے دین اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

اس کی تفصیل جلیل وتحقیق جمیل ہماری کتابوں الکوکبۃ الشہابیۃ اور النہی الاکید وغیرہما میں ہے مگر یہاں تو خود خلافت کمیٹی کے لیڈروں مفتیوں کے فتوے نے روشن کردیا کہ یہ تکفیر صرف اس سُنّی عالم کی نہیں بلکہ تمام ائمہ اہل سنّت اور جملہ صحابہ کرام اور خود وارث واقدس حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے، اب کون مسلمان ہے کہ اس تکفیری فتوے اور اس کی ناپاک تصدیق کو کلماتِ کفر نہ کہے گا۔ فقہاء کرام ائمہ وصحابہ درکنار خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلام پاک پر کفر کا حکم لگانے والوں کو کافر نہ کہیں گے تو اور کسے کافر کہیں گے، اب ان سے پوچھئے کہ یہ کتنے کروڑ کفر اخبث واشد ہوئے خصوصاً وہ کفر اخیر سب سے خبیث تر سب سے لعین، وذٰلک جزاء الظّٰلمین[3] ۝ (اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔ ت) سُنّی عالم کو اس کی پروا نہ کرنی چاہئے، ہر قوم کی ایک اصطلاح ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی اصطلاح جدید میں ملت ملتِ گاندھی ہے اور سنت سنّتِ گاندھی، اس کی روش سے جدا چلنے والوں کو اہل سنت وجماعت سے خارج اور اس کی ملتِ مخترعہ کے مخالفوں کو کافر مرتد کہتے ہیں، جس طرح فرعون ملعون نے معاذ اللہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کی تھی کہ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ[4] ۝ (تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکر

---

[1] درمختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۲۶
[2] ردالمحتار " داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۱۸۳
[3] القرآن الکریم ۵۹/۱۷
[4] القرآن الکریم ۲۶/۱۹

تھے۔ت) اور مشرکین مکہ ملاعنہ نے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر معاذ اللہ ابتداع کی تہمت رکھی تھی کہ ماسمعنا بھذا فی الملۃ الاٰخرۃ ان ھذا الا اختلاق[1] (یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے۔ت) بلکہ حضرات تو فرعون ومشرکین سے بھی بڑھ کر کوئی نرالی انوکھی اصطلاح رکھتے ہیں، انھوں نے اپنے دشمنوں خدا کے محبوبوں کو کہا یہ خود اپنوں کو بلکہ اپنی ہی زبانوں سے اپنی ہی جانوں کو کہتے ہیں، آخر نہ دیکھا کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری وعبد الماجد صاحب بدایونی نے فتوٰی شاہجہانپور میں کس شد ومد سے نفس خلافت کی جڑ کاٹ دی اور فتوٰی جبلپور نے اپنے ان دونوں لیڈر ول مفتیوں عالموں پر کافر مرتد کی چھانٹ دی بلکہ خود مولوی ریاست علی خاں وعبد الماجد نے اسی فتوٰی شاہجہانپور کے آخر میں اپنے ہی اوپر فاسق ومفسد کی بانٹ دی، پھر فتوٰی جبلپور میں علمائے دین کو کہنے کی کیا شکایت، آخر نہ دیکھا کہ حق بر حق دار رسید رجعت علیہ ان کا کفر انھیں پر پلٹا ویل للکٰفرین من عذاب شدید[2] (اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے۔ت) مستفتی اگر واقع میں اس گروہ سے نہ ہوتا ایک بات صاف دل سے معلوم کرنا چاہتا اور جب یہ ناپاک کفر دیکھتا اسے ردی میں پھینک دیتا تو اس پر الزام نہ آتا مگر وہ تو اول سے اسی خباثت پر اعتقاد لاتے اور اغوائے عوام کر اس کی تائید ہی کے لئے فتوے گھڑواتے ولہذا اسی گروہ ناحق پژوہ کے پاس لے جاتے اور پھر اسے مانتے اس سے احتجاج کرکے اس کی نجاست پھیلاتے ہیں تو وہ اور اس کے ماننے والے سب کفر کے ماننے والے ہیں ان کا وبال ان پر سے کم نہ ہوگا لاینقص من اوزارھم شیئ[3] (ان کے بوجھ میں کمی نہ ہوگی۔ت) اگرچہ ان کے مفتی ومصدقین پر اپنے وبال کے علاوہ ان سب کا بھی پڑے گا، علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الٰی یوم القیٰمۃ۔ اس کا بوجھ اس پر ہوگا اور جو قیامت تک اس پر عمل پیرا ہوگا اس کا بوجھ بھی اس پر آئے گا۔(ت)

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم[4] اور بیشک ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ (ت)

برتقدیر[5] مذکور عالم دین کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے والوں کو یہی بس ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسوں کو کھلا منافق بتایا، ارشاد فرماتے ہیں،

ثلاثۃ لایستخف بحقھم الا منافق بین تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر کھلا منافق،

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۷
[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲
[3] صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱
[4] " " کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ " " " " ۱/ ۳۲۷
[5] القرآن الکریم ۲۹/ ۱۳

النفاق ذوالشيبة فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط[1] رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسنه الترمذی لمتن غیرہ و رواہ ابوالشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه وعندہ زیادۃ لفظ بین النفاق۔

ایک وُہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا اور عالمِ دین اور بادشاہِ اسلام عادل (اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جسے ترمذی نے دوسرے متن کے ساتھ حسن کہا، ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں اسے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اس میں "بین النفاق" کا اضافہ ہے۔ ت)

مجمع الانہر میں ہے:

من قال لعالم عویلم علی وجه الاستخفاف کفر[2]۔

جو کسی عالمِ دین کو تحقیر کے طور پر "مولویا" کہے کافر ہو جائے۔

والعیاذ باللہ تعالٰی، یہ سوال اوّل کا جواب مجمل ہے اور یہیں سے تین سوال آئندہ کے جواب واضح ہوگئے وباللہ التوفیق۔

(۲) موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے، اور واضح ہو چکا کہ رب عزوجل نے عام کفار کے نسبت یہ احکام فرمائے تو بزورِ زبان ان میں سے کسی کافر کا استثنا ماننا اللہ عزوجل پر افترائے بعید اور قرآن کریم کی تحریف شدید ہے بلکہ عالم الغیب عزجلالہ نے یہ حکم یہود و نصارٰی سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر عظیم کا پتھر دے دیا، ایک آیت میں صراحۃً کتابیوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا ذکر فرمایا کہ کتابی وغیر کتابی سب کو تعمیم حکم مفسّر منوّر ہو جائے جاہلانِ ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا و لعبا من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم و الکفار اولیاء و اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین[3]۔

اے ایمان والو! وہ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (یہود و نصارٰی) اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد و وداد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ ۸/ ۲۳۸
کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ حدیث ۴۳۸۱۱ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۲

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل ان الفاظ الکفر انواع الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۷

اب تو کسی مفتری کے اس بکنے کی گنجائش نہ رہی کہ یہ حکم صرف یہود و نصاریٰ کے لئے ہے، نیز آیۂ کریمہ میں کھلا اشارہ فرماتا ہے کہ کسی قسم کے کافروں سے اتحاد منانے والا ایمان نہیں رکھتا اور اوپر آیت میں صریح تصریح گزر چکی کہ انھیں اللہ و رسول و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد نہ کرتے، نیز صاف فرمایا،

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم[1] — نہ پاؤ گے انھیں جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنھوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

سبحان اللہ، مگر مشرکین یا دہابیہ نے اللہ و رسول کی مخالفت نہ کی، صرف یہود و نصاریٰ نے کی ہے، قرآن کریم جا بجا شاہد ہے کہ مطلقاً موالات حرام ہونے کی علت کفر و مخالفت و عداوت اللہ و رسول ہے جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہی انھیں آیات سے کہ یہاں تلاوت ہوئیں، روشن اور نہایت صریح تر الفاظ سے اس کا علت ہونا اس آیۂ کریمہ میں بیان فرمادیا کہ،

یایھا الذین لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون[2] — اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں سے بھی محبت نہ کرو اگر وہ ایمان پر کفر کو اختیار کریں اور تم میں جو ان سے محبت کرے گا وہی پکا ظالم ہے۔

اللہ اکبر یہ ہے وہ اسلام جس پر ان کے بڑے لیڈر ابو الکلام آزاد کا مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب میں یہ اہتمام کہ وہ بعض اقسام کفار سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ عالمگیر محبت اس کی دعوت حق کا اصل الاصول ہے انا للہ وانا الیہ راجعون، کیا اللہ عز و جل نے نہ فرمایا،

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ○ متاع قلیل ولھم عذاب الیم[3] — بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا میں تھوڑا سا برت لیں پھر ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

کیا نہ فرمایا،

قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب — اے محبوب تم فرمادو کہ بیشک وہ جو اللہ پر افترا

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/۲۲

[2] 〃 〃 ۹/۲۳

[3] 〃 〃 ۱۶/۱۱۶ و ۱۱۷

لایفلحون ۝ متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعهم ثم نذیقهم العذاب الشدید بما کانوا یکفرون[1]

کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا کچھ برت لیں پھر انھیں ہماری طرف پلٹنا ہے پھر ہم ان کو وہ سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا۔

کیا نہ فرمایا:

ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری[2]

تمھاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمھیں عذاب میں بھون ڈالے گا اور بیشک نامراد رہا مفتری۔

کیا نہ فرمایا:

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون[3]

بیشک ایسے افترا وہی باندھتے ہیں جو کافر ہیں۔

یہ ہے قرآن عظیم کا فتویٰ جس نے کفر کا حکم جما دیا،

وخسر ھنالک المبطلون[4] وقیل بعدا للقوم الظالمین[5]

اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔ (ت)

حاشا للہ کسی قسم کفار سے محبت کرنے کا اسلام نے حکم نہ دیا، باپ بیٹے کافر ہوں تو ان سے بھی محبت کو صریح حرام فرما دیا اور دلی محبت و اخلاص و اتحاد کرنے والوں کو تو بجائے صاف صاف ارشاد و اعلام فرما دیا کہ وہ انھیں کافروں میں سے ہیں، انھیں اللہ و قیامت پر ایمان نہیں، انھیں اللہ و رسول و قرآن پر ایمان نہیں، بالجملہ وہ کسی طرح مسلمان نہیں، ہاں کافروں میں فرق ہوگا تو یہ کہ جس کا کفر اشد اس سے معاملات کا حرام و کفر ہونا اشد و زائد کہ علتِ حرمت کفر ہے علت جتنی زیادہ حکم سخت تر۔ یہ ان کذابوں، مفتریوں پر اور اُلٹا پڑے گا کہ کفر میں یہود و نصاریٰ سے مجوس بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ و سائر مرتدین عنود بدتر ہیں ولہذا ان کے احکام اسی ترتیب پر سخت تر ہیں،

کما لا یخفی علی من لہ اعلام باحکام الفقہین ولکن الظالمین بایٰت اللہ یجحدون[6] وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[7]

جیسا کہ یہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو احکامِ فقہا سے آگاہ ہے لیکن ظالم آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۷۰
[2] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱
[3] " " ۱۶/ ۱۰۵
[4] " " ۴۰/ ۷۸
[5] " " ۱۱/ ۴۴
[6] " " ۶/ ۳۳
[7] " " ۲۶/ ۲۲۷

(۳) ضرور وُہ لوگ مکذّب و محرفِ قرآن ہیں اور خود بحکم قرآن کافر و نامسلمان، جس کا بیان بقدر روانی ہو چکا تکذیب قرآن عظیم ان کی نئی نہیں ان کے اعظم لیڈران ابوالکلام آزاد نے "الہلال" میں سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی صاحب شریعت کا صاف انکار کیا اور منہ بھر کر قرآن عظیم کو جھٹلا دیا، "الہلال" ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء میں کہا:

"مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے، وہ شریعتِ موسوی کا ایک مُصلح تھا جو خود کوئی صاحبِ شریعت نہ تھا، اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وُہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا' اس نے خود تصریح کر دی کہ میں توریت کو مٹانے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔" (یوحنا ۱۳ : ۵)[۱]

مسلمانو! اوّل تو روح اللہ کلمۃ اللہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہنا کہ اس کا تذکرہ بیکار ہے۔

دوم بار بار مؤکد فقروں سے جمانا کہ وہ نبی صاحب شریعت نہ تھے۔

سوم نصارٰی کی انجیل محرف سے سند لانا اور وہ بھی محض بربنائے جہالت وضلالت۔ کیا صاحبِ شریعت انبیاء اللہ کے اگلے کلاموں کو مٹانے آتے ہیں، حاشا بلکہ پُورا ہی فرمانے کو، نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پُوری ہو گئی، خیر یہاں کہنا یہ ہے کہ ان فقروں میں آزاد صاحب نے پیٹ بھر کر قرآن عظیم کی تکذیب کی، قرآن کریم قطعاً ارشاد فرماتا ہے کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب شریعت تھے،

اوّلاً اس نے پہلے توراۃ مقدس کا ذکر فرمایا:

وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ[۲] — ان کے پاس توراۃ ہے اس میں اللہ کے حکم ہیں۔

اور فرمایا:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون[۳] — جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی کافر ہیں۔

پھر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل دینا بیان کر کے فرمایا:

ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفٰسقون[۴] — انجیل والے اللہ کے اتارے پر حکم کریں اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

---

[۱] الہلال ابوالکلام آزاد ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

[۲] القرآن الکریم ۵/۴۳

[۳] " " ۵/۴۴

[۴] " " ۵/۴۷

ثانیاً اور صاف فرمادیا کہ دونوں کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن مجید اترنے کا ذکر کرکے فرمایا:

لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ [1]

اے توراۃ و انجیل و قرآن والو! ہم نے تم میں ہر ایک کے لئے ایک شریعت و راہ رکھی اور اللہ چاہتا تو تم سب کو گروہِ واحد کردیتا۔

ثالثاً کج فہم بلیدوں یا ہٹ دھرم عنیدوں کی اس سے بھی تسکین نہ ہو تو قرآن عظیم جھوٹوں کو راہ نہیں دیتا، اس نے نہایت روشن لفظوں میں بعض احکام توراۃِ مقدس کا احکام انجیل مبارک سے منسوخ ہونا بتادیا، اپنے نبی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے:

ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم [2]

میں تمہارے پاس آیا ہوں سچا بتاتا اپنے آگے اتری کتاب توراۃ کو اور اس لئے کہ میں تمہارے واسطے بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر توراۃ نے حرام فرمائی تھیں۔

اب بھی کسی مسلمان کو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبِ شریعت ہونے میں شک ہوسکتا ہے یا منکر بجہنم اس میں شک کرنے والا مسلمان رہ سکتا ہے، انجیل میں کئی جگہ ان احکام کی تفصیل بھی ہے کہ پہلے تم سے یہ فرمایا گیا تھا اور اب میں یہ کہتا ہوں، آزاد صاحب خاص اپنا اطمینان چاہیں تو اپنی معتمد بائبل ہی کو دیکھ لیں، آزاد صاحب تو ابوالکلام ہیں، مواقع سخن سے خوب آگاہ ہیں یہ تین آیات کریمہ تھیں ولیحکم اھل الانجیل، لکل جعلنا منکم، ولاحل لکم۔ بلیغ الدہر نے جب ان کی تکذیب کی اور منہ پھاڑ کر کہہ دیا کہ مسیح صاحبِ شریعت نہ تھا تو اسے بھی تین فقروں سے مؤکد کیا: "اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا" تاکہ ہر آیت کے مقابلے کو ایک فقرہ تیار رہے آیاتِ قرآن پر وار کرنے کو یہ ان کی ذوالفقار رہے۔ بالجملہ ایک تکذیب وہ تھی کہ اسلام نے کچھ کافروں سے محبت کا حکم دیا، دوسری تکذیب وہ کہ مسلمین و کافرین سب سے محبت اسلام کی اصل الاصول ہے، اور چار تکذیبیں ان چار فقروں سے یہاں تک چھ تکذیبیں ہوئیں، ان چار پر کوئی گمان کرسکتا ہے کہ آزاد صاحب اب ترکِ موالات میں ہیں، نصاریٰ سے بائیکاٹ اس زور سے کیا کہ ان کے نبی کو بھی بائیکاٹ کردیا، اگر مسلمان اس پر معترضانہ کہیں کہ یہ تو سب انبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہم وعلیہ افضل الصلوٰۃ

---

[1] القرآن الکریم ۵/۴۸
[2] " " ۳/۵۰

والشارکا بائیکاٹ ہوگیا کہ ایک نبی سے مقاطعہ تمام انبیاء سے مقاطعہ اور خود رب عزوجل سے مقاطعہ ہے، اب آپ کے ماننے کو اللہ کا کوئی نبی نہیں مل سکتا، پھر بھی وہ اس کی کیا پرواکرتے جب تک کمیٹی کے نبی بالقوہ خواہ بالفعل گاندھی صاحب مذکر مبعوث من اللہ سلامت ہیں ایک درگیر و محکم گیر، لیکن اسی الہلال کی جلد تین[1] کی چار اور تکذیبیں اس بائیکاٹ کے بالکل خلاف ہیں، صفحہ ۲۲۸ پر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا:

"یہودیوں نے ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا تا وہ صلیب پر لٹائے جائیں اور جو لکھا ہے پورا[عہ] ہو۔"

یہ قرآن عظیم کی ساتویں تکذیب کی، وہ فرماتا ہے: وما صلبوہ[2] انھوں نے مسیح کو سولی نہ دی۔ نیز اسی صفحہ پر کہا:

"مسیح نے اپنی عظیم قربانی کی۔"[3]

اور صفحہ ۲۲۹ پر دو لفظ اور لکھے، "مظلومانہ قربانی" اور "خون شہادت[4]"۔

یہ تینوں لفظ بھی قرآن عظیم کی تکذیب بتاتے ہیں، وہ فرماتا ہے: وما قتلوہ[5] انھوں نے مسیح کو قتل نہ کیا۔ یہاں تک پوری دس تکذیبیں ہوئیں تلک عشرۃ کاملۃ[6]۔ یہ پچھلی چار عین مذہب نصاریٰ ہیں، کیا قرآن عظیم کو جھٹلانے کے لئے نصاریٰ سے بائیکاٹ کے بدلے میل ہو جاتا ہے یعنی ملۃ واحدۃ، ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا ادنیٰ جلوہ، پہلو میں دل اور دل میں اسلام کا کچھ بھی حصہ ہو علانیہ دیکھ رہا ہے کہ آزاد صاحب کے ان اقوال میں تین کفر ہیں:

(۱) کلام اللہ کی تکذیب،

(۲) رسول اللہ کی توہین،

(۳) شریعۃ اللہ کا انکار۔

اور پھر قوم کے لیڈر ہیں، دین کے رفارمر ہیں، سب لیڈروں کے سر ہیں،

فسبحان مقلب القلوب والابصار۔ کذلک   اے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے تو دلوں اور آنکھوں کو پھیرنے

عہ صلیب پر لٹانا بھی عجیب شاید صلیب زمین پر بچھی ہوئی مسہری تھی ۱۲

---

[1] الہلال ابوالکلام آزاد ۳/۲۲۸ — [2] القرآن الکریم ۴/۱۵۷

[3] الہلال " " — [4] الہلال ۳/۲۲۹

[5] القرآن الکریم ۴/۱۵۷

[6] القرآن الکریم ۲/۱۹۶

يطبع الله على كل قلب متكبر جبار[1] والا ہے ۔ اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر ۔ (ت)

؎ اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب قوم کا رہنما کوا ہوگا تو ان کو ہلاکت ہی دکھائے گا ۔ ت)

کیا نہیں ڈرتے کہ ؎

ہر کہ آزاد از اسلام بود
در سقر بندیِ آلام بود

(جو اسلام سے آزاد ہوگا وہ مصیبتوں کی جہنم میں جکڑا جائیگا ۔ ت)

آج کل کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد کا گرم بازار ہے ہر چہار طرف سے اللہ و رسول و قرآن پر گالیوں تکذیبوں کی بوچھار ہے کفر بکنے والوں سے گلہ نہیں، عجب عام مدعیان اسلام سے کہ ان کے نزدیک اللہ و رسول و قرآن سے زیادہ ہلکی عزت کسی کی نہیں، ان کے ماں باپ کو گالی دینا تو بڑی بات کوئی انھیں تُو تُو کہہ دیکھے اور اللہ و رسول و قرآن پر گالیاں سُنتے ہیں، چھپتے شائع ہوتے دیکھتے ہیں اور تیوری پر بل نہیں آتا بلکہ گالیاں دینے والوں سے میل جول یارانے دوستانے بدستور رہتے ہیں، ان کے اعزاز و اکرام القاب آداب ویسے ہی منظور رہتے ہیں، صاف دلکشادہ جبیں گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں، نہیں نہیں بلکہ الٹی ان کی حمایت انھیں بُرا کہنے والے سے بغض و عداوت، ان کا حکم الٰہی ظاہر کرنے والا بے تہذیب بدلگام ہے، ماتنگ کن دائرۂ اسلام ہے، عبدالماجد سے بدتر کافر آج کل شائد ہی کوئی ہو جس نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجہول النسب بچہ کہا اور قرآن کو اپنے دعوٰی توحید میں کاذب و ناتمام ٹھہرایا اور یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی تعظیم کی آیتیں تصنیف کرلیں اور رنگ و روغن بڑھانے کو اپنے اہل بیت و ازواج کی تعظیمیں بھی اضافہ کردیں وغیرہ وغیرہ ملعونات کثیرہ، جب ان باتوں پر اس کی تکفیر ہوئی، چار طرف سے گراگھاد دوڑ پڑی ناپاک اخباروں میں دفتر کے دفتر اس کی برأت میں سیاہ ہونے لگے، ایک کافر ہوا تھا اس کے پیچھے ہزاروں کے اسلام تباہ ہونے لگے، مگر جواب ایک حرف کا نہیں بلکہ ڈھٹائی بے شرمی بے حیائی سے مکرنا، صاف دن میں ٹھیک دوپہر کو آفتاب کا انکار کرنا، وہ بیچارہ تو کوئی چیز نہ تھا لا فی العیر ولا فی النفیر (نہ قافلوں میں نہ جھڑپوں میں، یعنی کسی گنتی میں نہ تھا ۔ ت) جب اس کی حمایت میں وہ کچھ جوش تو مسٹر ابوالکلام تو لیڈر کبیر، ان کا کفر ضرور ٹھیٹ اسلام بنے گا ان کے مقابل اللہ و رسول

[1] القرآن الکریم ۴۰/۳۵

قرآن کی کون سُنے گا، کُھلے گرابانِ لیام کو جانے دو، بدایوں، شاہجہانپور، لکھنؤ، کانپور وغیرہ میں بڑے بڑے سنیت کا دھرم بھرنے والے بستے ہیں، دیکھئے تکذیب کلام اللہ و توہین رسول اللہ وانکار شریعۃ اللہ دیکھ کر ان میں کتنے او کستے ہیں، مسٹر آزاد سے توبہ و قبولِ اسلام شائع کراتے ہیں اور نہ مانیں تو ان سے بائیکاٹ مقاطعہ مناتے ہیں، حاشا نہ وُہ توبہ و اسلام شائع کریں نہ یہ ہرگز ان کی موالات، تعظیم سے پھریں، تکذیب کی تو قرآن کی کی ان کی تو نہ کی، گالی دی تو رسول اللہ کو انھیں تو نہ دی۔ اے تصور جویان خود گم، ابھی حب للہ و بغض للہ کے مزے سے واقف ہی نہیں تم۔

قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔[1] کہو کہ ہم مطیع ہُوئے، اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ (ت)

اور جن بندگانِ خدا کو ان کا حصہ ملا ہے ان پر چرچے ہو ان کے سایہ سے کہ ان کا سایہ نہیں سایۂ مصطفےٰ ہے، مستنفرہ ہو کر بچتے ہو، یہاں سے ان کے بائیکاٹ اور ترکِ موالات کی حقیقت کھلتی ہے، مسلمان کا ایمان شاہد ہے کہ ترک بھائیوں کا سارا ملک چھین لیں یا کعبۂ معظمہ کو معاذ اللہ ایک ایک اینٹ کردیں، ہرگز اللہ و رسول و قرآن کی تکذیب و توہین کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اگر ان کا وُہ جوش وہ نان کوآپریشن (NON CO-OPERATION) کا خروش اللہ کے لئے ہوتا تو وہاں ایک حصہ تھا، ان سے ہزار حصے ہوتا، مگر یہاں ہزاروں حصے بھی درکنار، وہی محبت وہی پیار، وہی تعظیم وہی تکریم، وہی وداد وہی اتحاد، وہی لیڈری وہی سروری، تو للہ انصاف کیا آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہُوا کہ ہرگز انھیں دین سے غرض نہیں، نہ دین کے لئے ان کی کوششیں ہُوئیں بلکہ سب جوش و خروش ہنادو نوش' سوراج بس باقی ہوس، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمان کہلانے والو! للہ اپنا ایمان سنبھالو، واحد قہار کے قہر سے ڈرو، حب للہ و بغض للہ کے سامان درست کرو، نیچری تہذیب اور ساختہ تادیب کے خوابِ غفلت سے جاگو جس سے کلمہ تکذیب و توہینِ خدا و رسول سُنو، تمہارا کیسا ہی معظم یا پیارا ہو دُور کرو دُور بھاگو خدا کے دشمن کو دشمن مانو، اس سے تعلق کو آگ جانو، ورنہ عنقریب دیکھ لوگے کہ تمہارے قلوب مسخ ہوگئے، تمہارے ایمان نسخ ہوگئے،

فستذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد[2] تو جلد وُہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں، بیشک

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۴

[2] " " ۴۰/ ۴۴

يضلل الله فما له من هادٍ ○ ومن يهد الله فما له من مضل[1] | اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں، اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔ (ت)

میں جانتا ہوں کہ حق کڑوا لگے گا مگر کوئی مسلمان تو ایسا نکلے گا کہ رب کے حضور گردن جُھکا کر سچّے دل سے سُنے دیکھے حق و باطل کو میزانِ ایمان میں پرکھے، اور اگر سب پر وہی عناد و مکابرہ کا داغ، تو وما علینا الا البلاغ، اللھم الیک المشتکی وانت المستعان وعلیک البلاغ والیک المصیر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (ہماری ذمہ داری بات پہنچانا تھا اے اللہ! تیری بارگاہ میں درخواست ہے اور تُو ہی مدد فرمانے والا ہے، تیرا کام ہی بات کا موثر فرمانا ہے، اور لوٹنا تیری طرف ہے برائی سے پھرنے اور نیکی کو بجا لانے کی قوت اللہ بلند و عظیم کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ت)

(۴) عالم موصوف بیشک حق پر ہے اور ان لوگوں کی من گھڑت ترک موالات کہ نصارٰی سے مجرد معاملات جائزہ بھی حرام بلکہ کفر اور ہنود سے وداد و اتحاد، دلی محبت و اخلاص جائز بلکہ فرض قطعی اللہ و رسول پر افترا ہے، اس کا کچھ بیان ہوچکا اور زیادہ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ ہے، واللہ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم[2] (اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔ ت) عالم موصوف پر تنخواہ داری گورنمنٹ کا افترا کیا جائے شکایت ہے جب ان کے بڑے بڑے لیڈر وہ کچھ جتنے بہتان اللہ و رسول و قرآن عظیم پر باندھ رہے ہیں ابھی قرآن کریم کی آیات سے روشن ہوچکا کہ یہ لوگ آپ ہی ترکِ موالات کے منکر اور تکذیب قرآن عظیم پر مُصر ہیں، پھر وُہ اپنا عیب عالم پر نہ لگائیں تو کیا کھا کر جئیں، باقی رہا کفر و ارتداد کا فتوٰی اور اس کے مفتی و مصدقین و مستفتی اور اس کے ماننے والوں اور اس کے سبب عالم دین کی توہین کرنے والوں پر شرعی احکام سب بعینہا وہی ہیں کہ جواب و سوال اول میں گزرے اور یہ کہ عالم موصوف پر ان لوگوں کے حکم کفر و ارتداد وہی اپنا عیب دوسرے کو لگانا اور فرعون ملعون کی سنت مذکورہ ہے کذٰلک قال الذین من قبلھم تشابھت قلوبھم[3] (ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات، ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں۔ ت)۔

(۵) جماعت اہل سنت میں (کہ محاورۂ قرآن و حدیث میں وہی مومنین ہیں، کما بینہ الامام

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۳۶ و ۳۷
[2] " " ۲۴/ ۴۶
[3] " " ۲/ ۱۱۸

صدر الشریعۃ فی التوضیح والملا علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوۃ (جیسا کہ اسے امام صدر الشریعہ نے توضیح میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں بیان کیا ہے۔ ت) تفرقہ ڈالنا حرام ہے، رب عزوجل نے منافقین کی بنائی مسجد پر سخت غضب فرمایا، اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لا تقم فیہ ابدا[1] کبھی اس میں کھڑے نہ ہونا، اور اس کے بنانے والوں کو فرمایا،

اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جہنم[2]

اس نے اس کی بنیاد رکھی گراؤ گڑھے کے کنارے پر تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا۔

اور حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیج کر اس کو ڈھوا دیا جلوا دیا۔ پھر حکم دیا کہ اس جگہ کو گھورا بنایا جائے جس میں نجاستیں اور کوڑا ڈالا جائے۔ رب عزوجل نے اس کی چار علتیں ارشاد فرمائیں، تیسری علت یہی تفریقا بین المؤمنین[3] (مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ ت) ہے کہ انھوں نے اس کے سبب جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہا تھا۔ معالم شریف میں ہے:

لانھم کانوا جمیعا یصلون فی مسجد قبا فبنوا مسجد الضرار لیصلی فیہ بعضھم فیؤدی ذلک الی الاختلاف وافتراق الکلمۃ۔[4]

یعنی ساری جماعت مسجد قبا شریف میں ہوتی تھی، خبثا نے وہ نقصان رسانی کی مسجد اس لئے بنائی کہ کچھ مسلمان اس میں پڑھیں، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ پھوٹ پڑے اور تفرقہ ہو جائے۔

بلکہ ان خبیثوں نے جو عذر تفریق ظاہر کیا تھا یہ تفریق جلیوراس سے ہزاروں درجے بدتر ہے، انھوں نے کہا تھا:

انا قد بنینا مسجدا لذی العلۃ والحاجۃ واللیلۃ المطیرۃ واللیلۃ الشاتیۃ۔[5]

ہم نے مسجد بنائی ہے بیمار اور کامی اور بارش کی رات اور جاڑے کی شب کے لئے۔

اور ان کا عذر تفریق یہ ہوا کہ عالم دین معاذ اللہ کافر و بدمذہب و ناقابل امامت ہے، جھوٹے وہ بھی تھے اور جھوٹے یہ بھی، مگر حق

---

[1] القرآن الکریم ۹/۱۰۸
[2] " " ۹/۱۰۹
[3] " " ۹/۱۰۶
[4] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن آیۃ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا کے تحت مصطفی البابی مصر ۳/۱۴۷
[5] ایضاً

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں تک ہے۔ ت)

مسلمانوں کو مسجد الٰہی میں جانے سے منع کرنے اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہونے کا حکم تو یہ ہے جو قرآن عظیم میں فرمایا،

ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللّٰہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعٰی فی خرابہا اولٰئک ماکان لہم ان یدخلوہا الا خائفین ۵ لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم[1] ۵

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الٰہی لینے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے انہیں تو نہیں پہنچتا تھا کہ ان میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رُسوائی ہے اور اُن کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

مگر یہاں ان کا عذر یہ ہوگا کہ ہمیں مسجد ویران کرنا اور اس میں نماز سے روکنا مقصود نہ تھا بلکہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی کہ امام کے پیچھے مسلمانوں کی نماز خراب نہ ہو، یہ بھلائی چاہنے کا عذر بھی ان منافقوں مسجد ضرار بنانے والوں نے پیش کیا تھا اور خالی زبانی نہیں بلکہ قسم کے ساتھ مؤکد کرکے،

قال اللّٰہ تعالٰی ولیحلفن ان اردنا الا الحسنٰی[2]

اللہ تعالٰی نے فرمایا ضرور ضرور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو تفریق جماعت سے بھلائی ہی چاہی۔

اس پر جواب فرمایا، واللّٰہ یشہد انہم لکٰذبون[3] (اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں) جبکہ وہ وجہ جو یہ ظاہر کرتے ہیں قطعاً کذب و باطل ہے، محض معاندانہ اس کا جھوٹا حیلہ گھڑ کر مسلمانوں کو مسجد سے روکنا اور جماعت میں پھوٹ ڈالنا چاہا تو وہ نہ ہوا مگر مسجد الٰہی کو یاد الٰہی سے روکنا، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور انھیں مسجد سے روکنے میں کافروں سے مدد لینا اور انھیں اغوائے مسلمین کے لئے راستوں پر متقرر کرنا نظر بحقیقت تو ٹھیک مناسبت پر واقع ہوا، کافروں سے زیادہ اس کا اہل کون تھا، ایسے کام لینے والوں کے ایسے کام کو ایسے ہی کام کرنے والے مناسب تھے الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت[4] (گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ ت) مگر ان کے زعم پر یہ کافروں سے استمداد اسی قسم میں واقع ہوا جو ان کے ادعا میں دینی کام تھا اور دینی کام میں کافروں سے استعانت حرام،

قال اللّٰہ عزوجل لا یتخذ المؤمنون الکٰفرین

اللہ تعالٰی نے فرمایا: مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں

---

[1] القرآن الکریم ۲/۱۱۴
[2] القرآن الکریم ۹/۱۰۷
[3] القرآن الکریم ۹/۱۰۷
[4] القرآن الکریم ۲۴/۲۶

اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ فی شیئ[1] کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر ارشاد العقل وتفسیر فتوحات الٰہیہ میں اسی آیۂ کریمہ کی تفسیر میں ہے:

فھو اعن الاستعانۃ بھم فی الامور الدینیۃ[2]۔ اس آیۂ کریمہ میں مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کہ کافروں سے کسی دینی کام میں مدد لیں، یونہی ایسی نماز قائم کرنے کے لئے جس کی بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور بستی عالم کی اقتداء سے روک کر غالباً کسی مبہم کے پیچھے پڑھوانے پر ہو، زمین کفار ہی مناسب تھی کہ قضیۂ زمین برسر زمین ورنہ فقہائے کرام نے تو کافر کی زمین میں نماز پڑھنے سے اتنا روکا ہے کہ مسلمان کی زمین میں بے اس کے اذن کے پڑھے اور کافر کی زمین سے بچے، اور اگر مسلمان کی زمین میں کھیتی ہے کہ اس میں نہیں پڑھ سکتا تو راستے میں پڑھے اور کافر کی زمین میں نہ پڑھے اگرچہ راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کراہت کافر کی زمین میں پڑھنے کی کراہت سے ہلکی ہے۔ حاوی قدسی میں ہے:

ان اضطر بین ارض مسلم وکافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعۃ او لکافر یصلی فی الطریق[3]۔ اگر مسلمان اور کافر کی زمین کے درمیان اضطراب آگیا تو مسلمان کی زمین میں نماز ادا کی جائے گی بشرطیکہ وہ کاشت نہ ہو، اگر وہ زیر کاشت ہے یا کافر ہی کی زمین ہے تو راستے میں نماز ادا کرلی جائے۔ (ت)

ہاں ظاہراً یہاں اس کافر مالکِ زمین کا اذن ہوگا، اب ایمانی نگاہ سے یہ فرق دیکھنا چاہئے کہ کہاں تو کافر کی بے خبری میں اس کی زمین میں وہ نماز پڑھنی جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو اور کہاں مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے اور بندگانِ الٰہی کو مسجدِ الٰہی سے روکنے کے لئے کافر کی دلی خوشی کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑے پوری کرنے کو اس کی زمین میں نماز قائم کرنی کافر کی وہ کراہت بدتر تھی جو اس کی زمین میں نماز پڑھنے سے ہوتی یا کافر کی یہ خوشی بدرجہا بدتر ہے جو اس کی کراہت قلب پر غالب آگئی اور جس کے سبب خود اس نے اپنی زمین خوش خوش نماز کیلئے دی، اوّل کا مقصود رضائے الٰہی ہے اور کافر کو اس سے غیظ و نفرت، اور دوم کا مقصود مسلمانوں میں تفرقہ ہے کہ نامرضی خدا ہے اور کافر کو اس سے سرور و فرحت، فاعتبروا یااولی الابصار[4] (اے اہل بصارت! عبرت حاصل کرو۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیت لایتخذ المؤمنون الکفرین کے تحت داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳

الفتوحات الالٰہیہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[3] الحاوی القدسی

[4] القرآن الکریم ۵۹/ ۲

بلاشبہہ ایسا کرنے والے مسجد ضرار والے منافقوں کے وارث اور مسلمانوں کے بدخواہ اور ایذائے مسلمین کیلئے مشرکین کے آلے اور ان کے مسخرے یعنی ان کے ہاتھوں میں ضرر اسلام کے لئے مسخر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۶ و ۷) گائے کی قربانی بیشک شعارِ اسلام سے ہے،

قال اللہ تعالیٰ والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[1] | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اونٹ اور گائے کی قربانی کو تمہارے لئے دین الٰہی کی نشانیوں سے کیا۔

خود مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کو اس کا اقرار ہے، رسالہ قربانی صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں:

"والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ سے گائے کی قربانی ثابت ہوتی ہے[2]" خصوصاً اس معدن مشرکین ہندوستان میں کہ یہاں اس کا ابقا و اجرا بلاشبہہ اعظم مہماتِ اسلام سے ہے، مکتوبات جناب شیخ مجدد صاحب میں ہے:

ذبح بقرہ در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است[3] | ہندوستان میں گائے کا ذبح کرنا اسلام کے سب سے بڑے شعائر میں سے ہے۔ (ت)

یہاں اس کا باقی رکھنا یقیناً واجب شرعی ہے جس کی تحقیق ہمارے رسالہ "انفس الفکر فی قربان البقر" میں ہے۔ علمائے لکھنؤ نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب کے فتاوی میں ہے:

"گائے ذبح کرنا طریقہ قدیمہ ہے زمانِ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں، اور اس پر اجماع و اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا، ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود بنظر تعصب مذہبی منع کریں تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں، اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقا و اجرا میں سعی کریں اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے، ہنود منع کریں تو اس کے ابقا میں سعی واجب و لازم ہے[4]" (ملخصاً)

محمد عبدالحی ابوالحسنات

انھیں کے دوسرے فتوے میں ہے:

"گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے، ہندو بر نظر اپنے مذہب کے رو کے

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[2] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلی ص ۲۱

[3] مکتوبات امام ربانی مکتوب ہشتاد و یکم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۰۶

[4] مجموعہ فتاوی عبدالحی کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۳

تو مسلمان کو باز آنا نہیں درست ہے اور ہنود کی ممانعت کو جو مبنی ہے ان کے اعتقاد باطل پر تسلیم کرلینا نہیں جائز ہے، جو اس کی عظمت کا خیال کرے اس کے اسلام میں فتور ہے، پس ہنود کی ممانعت تسلیم کرنا موجب ان کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج کا ہوگا اور یہ کسی طرح شرعاً جائز نہیں، مسلمانوں کو ضرور ہے کہ گاؤ کشی ترک نہ کریں" (ملخصاً)[1]

محمد عبدالحی ابوالحسنات

مولوی عبدالباری صاحب کے والد ماجد مولانا عبدالوہاب صاحب کے فتویٰ میں ہے:

"ان بلاد میں مسلمانوں کو گاؤ کشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے"[2]

محمد عبدالوہاب

انھیں کے دوسرے فتویٰ میں ہے:

"قربانی گائے کی شعارِ اسلام ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود موجبِ معصیت ہے بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے میں مسلمانوں کو سعی لازم ہے"[3]

محمد عبدالوہاب

خود مولوی عبدالباری صاحب کے رسالہ قربانی ص ۲۰ میں ہے:

"رکاوٹ ڈالنے کی صورت میں گائے کی قربانی واجب ہو جاتی ہے"[4]

اسی کے صفحہ ۲۱ میں ہے:

"جب سے ہندوؤں کو اس کا خیال ہوا کہ گائے کی قربانی روکی جائے اس وقت سے مسلمانوں کو بھی اپنا حق قائم رکھنے اور اپنے مذہبی حکم جاری رکھنے کا خیال پیدا ہوگیا، حکم شریعت بھی ایسا ہی ہے کہ جب قربانی روکی جائے تو لازم ہے کہ ہم اس کو کریں"[5]

صفحہ ۹ میں ہے:

"میں جانتا ہوں روکنے سے اس کا انجام دینا ضروری ہو جاتا ہے"[6]

صفحہ ۳: "مذہبی شعار کو کسی دباؤ یا مروت سے نہیں چھوڑ سکتے"[7]

---

[1] مجموعہ فتاوی عبدالحی کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۸۶-۲۸۵

[2] فتاوی محمد عبدالوہاب بحوالہ مجموعہ فتاوی " " " ۲/ ۲۸۳

[3] " " " " " " " ۲/ ۲۸۶

[4] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلی ص ۲۰

[5] " " " " " ص ۲۱

[6] " " " " " ص ۹

[7] " " " " " ص ۳

صفحہ ۱۶ :

"ہندوؤں کے روکنے یا ان کی محض خوشامد سے ترک قربانی گاؤ کو ممنوع سمجھتا ہوں۔"[1]

صفحہ ۱۹ :

شعار دین میں سے جس کو روکا جائے اس کے برقرار رکھنے کی پابندی مسلمانوں پر عائد ہو جاتی ہے۔"[2]

بقیہ اقوال کی تشریح رسالہ الطاری الداری میں ہے، تو جو لوگ خوشنودی مشرکین کے لئے اس شعار اسلام کو مٹانا چاہتے اور مسلمانوں کو اس کے چھوڑنے پر زور دیتے ہیں، سخت فاسق بفسد آمر بالحرام بدخواہ اسلام مسلمانوں کے رہزن ہیں، مشرکین کے گرگے، شیطان کے بھائی، ابلیس کے کارندے، حق کے دشمن ہیں، منافقوں کے وارث ہیں جن کو حق سبحانہ فرماتا ہے :

المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض يامرون بالمنكر وينهون عن المعروف ويقبضون ايديهم نسوا الله فنسيهم ان المنفقين هم الفسقون ○ وعد الله المنفقين والمنفقت والكفار نار جهنم خلدين فيها هي حسبهم ولعنهم الله ولهم عذاب مقيم ○[3]

منافق مرد عورت آپس میں ایک ہیں برائی (مثلاً شعار اسلام بند کرنے) کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی (شعار اسلام جاری رکھنے) سے روکتے ہیں، اور (نیک کام خصوصاً شعار اسلام) سے ہاتھ کھینچتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انھیں چھوڑ دیا بیشک منافق ہی پکے فاسق ہیں، اللہ نے منافق مردوں عورتوں اور ان کافروں سے (جن کی طرف یہ منافق جھکتے اور اُن کی خوشنودی چاہتے ہیں) جہنم کی آگ کا وعدہ فرمایا ہے جس میں وہ سب ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے عذاب کو بہت ہے اور اللہ نے ان سب پر لعنت کی اور ان کیلئے دائم عذاب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان کے دام میں پھنس کر گائے کی قربانی چھوڑنے والا اللہ عزوجل کا مخالف اور ابلیس لعین کا فرمانبردار ہے، تارک واجب و مرتکب حرام، مستحق نار و غضب جبار ہے۔

والعیاذ باللہ العزیز الغفار وصلی اللہ تعالیٰ اللہ عزیز و غفار کی پناہ، اور اس کے حبیب مختار

---

[1] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلی ص ۱۶

[2] " " " " " ص ۱۹

[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۷، ۶۸

علی الحبیب المختار و آلہ الاطہار و صحبہ الابرار
و اولیائہ الاخیار و امتہ اجمعین الی یوم القرار
و بارک وسلم واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔

پر صلوٰۃ و سلام، آپ کی آل اطہار، اصحاب ابرار، اولیا
اخیار اور اُمّت پر بھی قیامت تک، اور برکت و سلامتی
ہو۔ واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم (ت)